

راشد الحق سمیع حقانی

نقش آغاز

دینی مدارس کے خلاف حکمرانوں کے خطرناک عزائم دارالعلوم حقانیہ میں تحفظ دینی مدارس کافرنس

یہ ملک و ملت کی بد قسمتی سمجھیئے کہ اسے اہمہائے آفرینش ہی سے ایسے حکمرانوں سے پالا پڑ رہا ہے جو ملک کی اسلامی اور نظریاتی اساس کو اذیت دینے میں لگے ہوئے ہیں۔ ابھی بے نظیر اور نواز شریف حکومتوں کی دین و وطن کے خلاف جاری جنگ خدا خدا کر کے ختم ہوئی تھی کہ ایک بار پھر فوجی حکمرانوں نے اپنے آقا ”امریکہ“ کی اسماء پر انہیں راستوں کو اختیار کرنا شروع کر دیا جن پر انکے پیشوا چلتے رہے۔

کمال اتاترک کو آئیڈل قرار دینے والوں نے اتاترک کی طرح مدارس اسلامیہ اور اسلامی دفعات کے خلاف اعلانیہ طبل جنگ بجادیا ہے۔ چیف آف آرمی سٹاف سمیت حکومتی ارکان و وزراء بلکہ سارے حواریان حکومت ’این جی اووز کے ادارے‘ دینی مدارس کے بارے میں طرح طرح کی بولیاں بول رہے ہیں۔ دینی درس گاہوں اور اسلامی علوم سے واسطہ طلبا کو ایسے انداز میں دھمکاتے پھر رہے ہیں جس طرح کہ باڑہ مارکیٹوں کے تاجروں، سمگلروں اور دیگر وطن دشمن عناصر کو لاکارا جارہا ہو۔ فوجی ڈنڈا بردار حکمران سب کو ایک ہی لاشی سے ہانکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

علوم دینیہ کے حاملین، اصحاب صفہ کے امین اور دارثان علوم نبویہ کے خلاف وہی زبان استعمال کی جا رہی ہے جو مجرموں، کرپشن میں مبتلا سیاستدانوں وغیرہ کے لائق و سزاوار ہے۔ معلوم نہیں کہ حکومت کے جھٹک ٹیکس، سیکورٹی کونسل اور دیگر مشیروں کی فوج ظفر موج ملک اور حکمرانوں کو کس سمت میں دھکیل رہے ہیں۔ پہلے ہی سے ملک و ملت طرح طرح کے مسائل بلکہ عذابیوں میں پھنسنے ہوئے ہیں۔ جہاں کے سیاسی نظام کی سانسیں قریب الموت مریض

کی طرح برائے نام چل رہی ہیں۔ جائے اس کے فوجی حکومت اسکی میسجائی کرتی الٹا اسکے مرض میں اضافے کی تجویزیں زیر غور ہیں۔ منگائی کے عفریت نے غریب کے منہ سے روٹی کا نوالہ بھی چھین لیا ہے۔ جہاں نفرتوں، رنجشوں، سازشوں، کے جال نے زندگی کے ہر شعبے کو بری طرح دیوچ لیا ہے اور جہاں عصری تعلیمی نظام طبقاتی سسٹم کی بھینٹ چڑھا دیا گیا ہو۔ پھر نقل اور سفارش کے رجحان نے ڈگریوں کی اہمیت کو ڈیڑیوں کے دام کر دی ہو۔ پھر عصری علوم و فنون، فکر و نظر، علم و آگئی اور حکمت و دانش کے گہوارے (سکولز، کالجز اور یونیورسٹیز) غنڈہ گردی، سیاست بازی، ہڑتالوں اور اساتذہ کی توہین و تذلیل کے مراکز بن چکے ہوں۔ ملک و ملت کے ان ناگفتہ بہ اور افسوسناک حالات میں نہ جانے کیوں حکومت کے دل میں یہ بات آئی (یا ڈالی گئی) کہ ان پر امن دینی تعلیمی درس گاہوں کو بھی چھیڑا جائے۔ (کیونکہ ان تعلیمی اداروں نے بھی حکمرانوں کے زعم میں حکومت پاکستان کا سب کچھ ہڑپ کر لیا ہے۔ اور بیرون ملک مضبوط اثاثے منتقل کر دیئے ہیں۔) کبھی حساب و کتاب چیک کرنے کے بہانے تو کبھی غیر ملکی طلباء خصوصاً وسط ایشیا سے آئے ہوئے طلباء کی تعداد اور انکی آمد کا مقصد دریافت کرنے کے بہانے اور کبھی نصاب کی ”اصلاح“ کے خوشنما دعوؤں کی صورت میں یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ حساب کتاب اور احتساب ہر ایک کا ہونا چاہیے۔ دینی مدارس کا دامن الحمد للہ پاک و صاف ہے۔ ہم نے پہلے بھی ہزار بار اپنے اکاؤنٹس متعلقہ اداروں کے سامنے پیش کئے ہیں اور آئندہ بھی صد ہزار بار حساب و کتاب پیش کرنے کیلئے تیار ہیں۔ لیکن اسکے لئے بھی ایک باعزت اور باوقار طریق کار ہونا چاہیے۔

اس طوائف الملوکی میں دینی مدارس ہی اپنے دم خم سے انسانیت اور آدم سازی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ جہاں آج بھی استاد اور شاگرد میں قرون اولیٰ والی انس و محبت اور شفقت و ادب کا لازوال رشتہ موجود ہے۔ یہاں کے درودیوار خدا کے کلام اور رسول اللہ ﷺ کی مقدس تعلیمات سے گونج رہے ہیں۔ جہاں کے پاکیزہ علمی، دینی اور ادبی ماحول میں عصر حاضر کے فتنوں اور مغربی سیاست کی ضرر رسائیوں کا دور دورہ تک نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ یہ دینی ادارے حکومت کی گرائٹس اور ”نوازشات“ سے شروع دن سے ہی دور رہے ہیں۔ تو اب ان پر یہ ”نظر عنایت“ کیوں بڑھتی

جاری ہے؟

اب تک تو ارباب مدارس اور دینی قیادت حکومت کے ان منفی اقدامات کا باریک بینی سے جائزہ لے رہے تھے لیکن اب حکومت کا علی اعلان مزاحمتی تحریک اور منفی سرگرمیوں کے شروع کرنے کے بعد دینی جماعتوں اور ارباب مدارس نے بھی الحمد للہ مکمل صف بندی کر لی ہے۔ اس سلسلے میں بروقت، موثر اور ٹھوس کارروائی گزشتہ دنوں 4 مئی کو دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی طرف سے بلائے گئے اہم اجلاس میں کی گئی۔ یہ اہم نمائندہ اجلاس اتنا موثر ثابت ہوا اور اسکے اعلامیہ اور قراردادوں نے فوجی حکومت کے ایوان اقتدار کے درودیوار ہلا کر رکھ دیئے۔ مغربی آلہ کاروں کی ساری کوششوں پر یک لخت اس پڑ گئی۔ اجلاس میں ملک بھر کے جید علما مہتممین اور وفاق المدارس کے اہم مرکزی رہنماؤں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اور حکومت پر واضح کیا گیا کہ دینی مدارس کے خلاف کسی قسم کی مزاحمت قابل برداشت نہیں۔ اور نہ ہی ہم آپ کی ایماء پر اپنے تعلیمی نصاب اور نظام میں کوئی تبدیلی قبول کریں گے۔ اور نہ ہی ہمیں آپ کی خوش نامeramعات اور امداد کی ضرورت ہے۔ اجلاس میں دینی مدارس کے تحفظ کے بارے میں ایک نمائندہ اور جامع کمیٹی بھی بنائی گئی جس میں ملک بھر سے علما اور مہتممین حضرات کا انتخاب کیا گیا۔ یہ کمیٹی دیگر مسالک کے دفاقوں سے مل کر دینی مدارس کے تحفظ کے لئے مشترکہ لائحہ عمل طے کرے گی۔ (موجودہ شمارے میں اس نمائندہ اجلاس کی ضروری کارروائی شامل کی جا رہی ہے۔ اس اجلاس میں ایک ہزار سے زائد علماء اور مہتممین نے شرکت فرمائی کی۔ تبلیغی جماعت کے اہم مرکزی بزرگ اور نامور عالم دین حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب مدظلہ شدید بیماری کے باوجود اجلاس میں شریک ہوئے۔ اکابرین کی تقاریر اور تقاضاں دارالعلوم کے سیاسی پندرہ روزہ میگزین ”ترجمان دین“ کی خصوصی اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں)

یہ دینی مدارس اسلام کے مضبوط قلعے ہیں۔ اگرچہ انہیں برطانوی اور روسی استعمار اور دیگر مغربی آلہ کاروں نے ماضی میں بھی مٹانے کی مذموم کوششیں کیں، لیکن وہ بڑی قوتیں خود ہی نیست و نابود ہو گئیں۔ موجودہ حکومت کیلئے اس میں بڑی عبرت ہے اگر وہ سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت رکھتی ہے.....؟ - مراقش ہستی نہیں مٹنے والا - بتوں کے مٹانے سے مٹا نہیں ہے